

بسلسلہ نمبر ۱ انجمن مؤید الاسلام

قول فیصل

از

حضرت امام الوقت ملک العلما مولانا عبد الباری صاحب قبلہ

و

شیخ مشیر حسین قدوائی سکریٹری انجمن تحفظ آثار متبرکہ لکھنؤ

بفرمایش

مولانا شہید انصاری فرنگی محلی لکھنوی

باہتمام حامد حسن علوی دبیر کامل

مطبع [illegible] لکھنؤ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

حضرت امام الوقت کا واضح بیان

سعودی حمایت اور نجدی مشن کو کامیاب بنانے کے سلسلہ میں جو شرمناک پروپگنڈا ہو رہا ہے اور موجودہ صورت سرزمین مقدس عرب کی اہمیت کو گھٹانے کے لیے جو مفتریانہ وکذابانہ تبلیغیں ہو رہی ہیں اسکا سب سے زیادہ افسوسناک حصہ وہ تار ہے جسمیں مولانا شوکت علی ایسے ذمہ دار حضرت امام الہند ملک العلما مولانا عبدالباری صاحب قبلہ اور مولانا حسرت موہانی (امام الاحرار) کو جناب مولانا عبدالقدیر صاحب وجناب مولانا شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی کے ساتھ خاندان شریف حسین کے دوبارہ تخت حجاز پر بٹھانے کی

سازش کا اتہام لگایا ہے۔ ہندوستان کا کون مسلمان ہے
جو اس سے پوری طرح واقف نہیں کہ جس وقت شریف حسین
نے اعلان استقلال کیا اور انگریزوں کی حمایت اور ہمدردی
انکے ساتھ تھی اسوقت شریف حسین کے خلاف ایک لفظ
کہنے کے معنے برطانوی حکومت و حکومت حجاز کے خلاف
بغاوت کے مرادف تھا۔ لیکن غالباً آپ کو یاد ہے جو آواز
شریف حسین کی مخالفت کے لیے بلند ہوئی وہ حضرت
[illegible] کی تھی [illegible] مسلمانوں [illegible] بہت سے
مدعیان حریت مصالح اور مداہنت کے دام میں پھنسے ہوئے
تھے۔ پھر آج جب شریف حسین اپنے ان دوستوں سے
جو پہلے اپنے مصالح کی بنا پر اُنکے ہمدرد تھے بگاڑ کر کے
امیر ابن سعود کی کوششوں دو رنگی کو ختم پر پڑے ہوئے
ہیں حضرت امام الوقت مدظلہ پر انکی ذات کے ساتھ ہمدردی
کا اتہام کس قدر لغو اور افترا ہے مولانا حسرت موہانی نے
جو اپنا اس اتہام کا دیا ہے غالباً وہ بالکل کافی ہے یعنی۔
" مولانا شوکت علی نے جو میرے متعلق لکھا ہے اگر وہ
صحیح ہے تو مجھ پر لعنت ورنہ شوکت علی پر صد ہزار لعنت"
اور حضرت امام الوقت مدظلہ نے جن معاندانہ الفاظ میں جواب
دیا ہے وہ درج ذیل ہے غالباً اسکے بعد دشمنان حق کو

حامیان حق حضرات کے بدنام کرنے کے لیے کوئی جدید فقرہ گڑھنا پڑے گا۔

مولانا شوکت علی نے ایک بیان میں یہ ظاہر کیا ہے کہ میں اور مولانا حسرت موہانی نے مشورہ کرکے مشیر حسین قدوائی اور مولوی عبد القدیر سے سازش کی ہے کہ شریف حسین اور اُنکے خاندان کو تخت حجاز پر بٹھا دیا جائے یہ ایک سخت الزام ہے اور مولانا شوکت علی نے دیانت سے ہٹ کر ہماری نیت پر حملہ کیا ہے مگر مجھے اُن کی نیک نیتی میں شبہ نہیں میں اسے صاف اور واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں شریف حسین اور امیر علی کا طرفدار نہیں اور نہ میں نے انکی حکومت کی کبھی حمایت کی۔ ابن سعود اور انکے افواج نے جو خلاف شرع حرکات کی ہیں اسکے باعث مجھے ان سے کوئی ہمدردی باقی نہیں ہے۔

اگر مولانا شوکت علی اور اُنکے رفقاء کار بھی سعودی حکومت کے مخالف ہیں تو پھر ہم کوئی اختلاف نہیں رکھتے اور میری درخواست ہے کہ وہ اتحاد کے نام سے مسلمانوں میں مزید تفرقے پیدا نہ کریں، مجھے اور مولانا حسرت کو ابن سعود سے اس وجہ سے اختلاف ہے کہ وہ غیر مسلم اثر میں ہے وہ اور اُسکے متبع مزارات کی کماحقہ عزت نہیں کر سکتے۔ جب نجدی مدینہ کو حرم سمجھتے ہیں تو پھر اس پر حیرت ہے کہ اُنھوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی کیوں جرأت کی۔ سکنائے مدینہ بہت خائف ہیں اور چونکہ انمیں بہت سے حنفی ہیں اسلیے وہ نجدیوں سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ ایک شخص یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہے کہ نجدی تمام دنیا کو کافر سمجھتے ہیں اور خود اُنھوں نے مدینہ پر حملہ کیا مدینہ والوں نے کسی قسم کا حملہ نہیں کیا وہ نہ حسین کے طرفدار رہتے اور نہ ترکوں کے

مقابلہ میں کبھی وہ حسین کی طرف سے لڑے۔ ابن سعود کو لازم تھا کہ صرف جدہ میں لڑتے اور مدینہ پر حملہ کی ضرورت نہ تھی۔ نجدیوں کا یہ گناہ کہ روضۂ نبوی ؐ کو گولوں کا نشانہ بنایا ناقابل معافی ہے اور چونکہ ان کا عقیدہ معلوم ہے اس لیے اب اس معاملہ میں کسی تحقیقات کی ضرورت نہیں ہے اور یہ تسلیم کر لینا پڑیگا کہ اُنھوں نے اس کے علاوہ شہدائے اُحد کے مزارات بھی برباد کر دیے اور حضرت حمزہ کی مسجد بھی گرادی۔ میں بلاخوف اختلاف اُنکے اس فعل کی مذمت کرتا ہوں خدا مجھ پر رحم کرے میں ذاتیات سے مرعوب ہونے والا نہیں ہوں اور حق بات کہنے سے ڈرتا نہیں میں نے اُس وقت بھی صدائے احتجاج بلند کی تھی جبکہ شریف نے بغاوت کی ہے میں اسوقت بھی حق اور صداقت کے لیے اسیطرح کھڑا ہو گیا تھا جسطرح کہ اب کھڑا ہوا ہوں۔ خدا مجھے صراط مستقیم دکھائے۔

(منقول از خلافت مؤرخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حجاز کے معاملہ پر قول فیصل

(از جناب مولوی شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی سکریٹری تحفظ آثار متبرکہ لکھنؤ)

میں جیسا لکھ چکا ہوں ذاتیات سے مجھے کوئی بحث نہیں۔ قدوائی۔ حسرت۔ شوکت کے اچھے برے ہونے سے اصل مبحث پر کوئی اثر نہیں پہونچتا۔ نہ اسوجہ سے کہ انہیں سے کون اچھا ہے کون برا۔ مسلمانوں تک نجدیوں کے ننگ انسانیت افعال جو عین الیقین کی حد تک پہونچے ہیں اور جنکی بابت خود نجدی پرست حضرات بھی شک و شبہہ کی گنجائش نہیں سمجھتے (مثلاً طائف میں قتل و غارت اور عورتوں کی شرمناک بےحرمتی یا مکہ معظمہ میں مولد النبی صلعم کی بربادی اور توہین دیگر مساجد کی تباہی جو مسجد جن وغیرہ کے نام سے منسوب تھیں۔ خدیجۃ الکبریٰ کے مزار کا گرا دیا جانا حضرت ابو طالب کے مزار کو کھود پھینکنا) قابل تحسین نہیں بن سکتے۔ ان حرکات میں سے جو وحشت و بربریت، ان سب سے کم ہو وہ بھی اسکے لیے کافی ہے کہ ایسے اشخاص کی حکومت یا سیادت یا کسی قسم کا اقتدار مہذب و متمدن دنیا میں کہیں باقی نہ رکھا جائے۔ نہ کہ اسلام کے مرکز اور مقدس

ترین جگہ پر۔ حاشا یہ بہتان عظیم اسلام پر ہے کہ وہ کسی پرستش گاہ (خصوصا اسلامی)
یا قبر۔ یا مزار کو کھود کر پھینک دینا ہر مسلمان کا فرض گردانتا ہے۔ اگر حضرت ابو طالب
(جن لوگوں کی زبان حماقتاً گاندھی کہتے کہتے گھسی جاتی ہے وہ حضرت ابو طالب
کہنے والوں پر کیا طعنہ دینگے) کا مزار اسوجہ سے کھود ڈالنا فرض تھا کہ اُن کا
ایمان بعضوں کے نزدیک مسلم نہیں تو تمام ہندوستان میں ایک شوالہ اور ایک
مندر اور ایک مقدس مقام نہ نظر آنا چاہیے تھا نہ یورپ کے بعض حصوں میں جہانتک
اسلام پہونچا تھا ایک کلیسا یا مزار کسی راہب اور سینٹ کا اگر غیر مسلموں سے
مزار اور قبے اور قبر کھودنا فرض ہے تو آج ان نجدی پرست ہندوستانی
حضرات یا خلافت کمیٹیوں کے ہاتھ میں پھاوڑہ ہونا چاہیے تھا اور برسوں کے لیے
ان کے پاس ایک کام موجود تھا ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھنے کی ضرورت نہ تھی . . .

اب بھی ان مسلمانوں کو جو جاہل یا نادان ہیں دھوکا دیا جاتا ہے
اور معاملہ کو تعویق میں ڈالنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ تاکہ مکہ اور طائف کا سا حال
مدینہ طیبہ کا بھی ہوے۔ (جسطرح حضرت امیر حمزہ کے مزار کا ہو چکا) اور خود
سرور کائنات کے مزار کی بھی خوب بیحرمتی ہوے۔ اب بھی ایک وفد "بہ تحقیق حالات"
کے لیے پھر بھیجنے کی تجویز پیش کی جاتی ہے۔ (نہ جانے مدینہ طیبہ میں وفد کے پہونچنے کا
کیا راستہ اور انتظام سوچا گیا ہے شاید برطانیہ سے جنگی جہاز وغیرہ کے مانگنے کا
پھر ارادہ ہو اور برطانیہ کو اسکی بحری و بری قوت پھر یاد دلائی جائے گو اب تک
صدر صاحب "جمعیۃ العلماء" نے باوجود مدینہ منورہ سے فریاد کا تار پانے کے
ابن سعود کی تنبیہ کی درخواست بذریعہ تار کیا بذریعہ کسی خط کے بھی "والسرائے" کو

نہیں بھیجی جسطرح حاجیوں کی حفاظت کے لیے امیر علی کی تنبیہ کے لیے فوراً بھیجی تھی (جسطرح موتمر اسلامی کا خواب باوجود اس واقفیت کے کہ عملاً وہ محال قطعی ہے پیش کیا جاتا ہے۔ میں اُن صاحب کو جو نجدی پرست جماعت میں اور ابن سعود کے حامیوں میں سب سے آگے اور سرغنہ ہوں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ حلف لیکر اس بات کو کہدیں کہ اُنکو اس کا یقین نہیں ہے کہ متذکرۂ بالا مقامات گرائے گئے اور بیحرمت کیے گئے اور مدعا "غازی" دنہ جانے ابن سعود نے کس غیر مسلم پر فتح حاصل کی۔ اور آیا ان حضرات کے نزدیک بھی جو ابن سعود کے نام کے آگے غازی کا لفظ لگاتے ہیں اہل مکہ۔ واہل حجاز یا شریف حسین اور شریف علی وغیرہ کافر ہیں) ابن سعود کی فوج نے عورتوں وغیرہ پر حیا سوز مظالم نہیں کیے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ ذاتیات میں میں پڑنا نہیں چاہتا نہ اُن لوگوں کو جن کے منھ سے ابھی تک دودھ کی بو آتی ہے منھ لگانا چاہتا ہوں نہ شوکت علیصاحب کی انگریز پرستانہ زندگی اور محمد علی صاحب کے افعال یوروپ کو یاد دلانا اور بے نقاب کرنا چاہتا ہوں۔ واللہ کسی صاحب کا سرٹیفکٹ نہ میرے دین نہ دنیا کہیں کام آویگا۔ اور نہ یوں کسی کی ملامت مجھے ایک رمق بھی نقصان پہونچا سکیگی۔ پھر مجھے ذاتی حملوں کی پروا کیوں ہو اور میں انکو پڑھکر کیوں تضییع اوقات کروں میں ان حضرات کے ایمان پر بھروسا کرکے فیصلہ آخری کے لیے یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ کسی قومی عدالت کے آگے جس کے جج اُن کی اور میری مرضی سے منتخب ہوے ہوں یہ معاملہ پیش کردیا جائے۔ کیا میرے دوست محمد شفیع داؤدی صاحب، قمر احمد صاحب، شوکت علی صاحب، اور محمد علی صاحب آکر اس عدالت کے سامنے حلف سے

یہ کہدیں گے کہ اُنکے یقین میں طائف اور مکہ معظمہ میں نجدیوں نے مساجد اور مقابر
اور مزارات نہیں کھودے۔ مظالم اور عورتوں کی بیحرمتیاں نہیں کیں۔ اپنے سوا
دوسرے مسلمانوں کو مشرک اور کافر نہیں قرار دیا۔ اور کوئی خطرہ اب مدینہ منورہ
کی مساجد اور مقابر کی توہین کا نہیں۔ بربادی کا نہیں۔ یا وہ یقین کرتے ہیں کہ امیر حمزہ
کے مزار کا قبہ نہیں گرایا گیا۔ اور سرور دو جہاں کے گنبدِ خضرا پر نجدی گولیاں نہیں
پڑیں۔ یہی نہیں۔ کیا میرے عزیز اسحاق علی سلمہ (ظفر الملک علوی صاحب) بحلف
یہ کہدینگے کہ انکے یقین اور اعتقاد میں جو ریڈیو مولانا عبد الباری صاحب (یہ سیدھا
مدینہ سے آیا ہے جدہ ہو کر نہیں) اور مولانا کفایت اللہ صاحب وغیرہ کے نام آئے
ہیں اور بمبئی کرانیکل وغیرہ میں شایع ہوے ہیں وہ ہرگز ان بھیجنے والوں کے نہیں
جنکے نام دیے ہوے ہیں۔ کوئی احتمال اُنکو سچ ہونے کا نہیں۔ اخبار میں مسلمانوں کو
دھوکا دینا اور دھندھلانا اور بات ہے۔ میں ابتک ان حضرات کو اسقدر ایمان باختہ
نہیں سمجھتا کہ جھوٹا حلف اٹھالیں گے۔

اور اگر یہ امر محقق ہو جائے کہ یہ حضرات واقعی حلف اُٹھا کر مولد النبی وغیرہ کے
انہدام کو جھوٹ سمجھتے ہیں یا شک ہی رکھتے ہیں تب یہ لوگ بیشک اپنی موجودہ
روش پر معذور رہوں گے اور ان کے لیے بیشک واجب ہوگا کہ مزید تصدیق
کا انتظار کریں اور اگر تصدیق ہو جائے تو بقول بھائی محمد علی خود جا کر ابن سعود
کا گلا دبائیں۔ لیکن پھر بھی ان حضرات کو ہم لوگوں سے جو اب بھی ان حرکات متذکرۂ
بالا کی بابت ویسا ہی یقین رکھتے ہیں جیسا خود اپنے وجود کے بابت اسکے سوا
اور توقع نہ رکھنی چاہیے کہ ہم اسیوقت ابن سعود کا گلا دبانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

جسطرح وہ ہماری طرح متیقن ہونے کے بعد اپنا فرض سمجھیں گے اور فوراً عمل کرینگے دعمل کرنے کی ہمکو بھی عجلت ہے) میں سمجھتا ہوں معاملہ اسطرح یکسو ہو جاتا ہی۔ آپس کی تو تو میں میں ختم ہو جاتی ہے۔

یعنے جو لوگ کہ نجدی افعال و حرکات کا یقین رکھتے ہیں خواہ وہ حرکات طائف کے ہوں مکہ معظمہ کے ہوں یا مدینہ منورہ کے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ امکانی کوشش بلا توقف ساعتے اسبات کی کریں کہ یہ نجدی ہمیشہ کے لیے ارض حجاز سے بدر ہوں اور پھر ہرگز ہرگز ہرگز کوئی موقع مدینہ طیبہ کی بیحرمتی و بربادی کا نہ پائیں۔ یہی نہیں ان لوگوں کا فرض ہے کہ وہ ابھی سے اسبات کی کوشش شروع کر دیں کہ صرف نجدی نہیں بلکہ اور کوئی قوم کوئی اور فرقہ اسلامی بھی ایسا مسلط اس مرکز اسلام پر نہ ہو جاوے جو اسطرح عام مسلمانوں کی دلآزاری اور اسلام کی توہین کرے یا اپنے خاص الخاص عقیدے کے موافق مرکز اسلام پر دنیائے اسلام کے علے الرغم عمل کرے یا بزور تیغ دوسرے فرق اسلام کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کی کوشش کرے۔ ان لوگوں میں جو اس اصول کو قائم کر چکے ہیں اور اس اصول کے مطابق جو نجدیوں اور وہابیوں کا قیام واقتدار مقدس مقامات پر تسلیم نہیں کر سکتے وہ لوگ بھی خود بخود آکر ملجاوینگے جو ابھی واقعی حالت شک میں ہیں یا اصول متذکرۂ بالا پر جو ابتک نہیں آسکے ہیں، لیکن جو نیک نیت ہیں اور نجدیوں سے ہم عقیدہ نہیں ہیں اور جو واقعی تفتیش اور تحقیق حالات کے منتظر ہیں۔ میری انسے درخواست ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہے وہ تحقیق کرلیں اور ہماری طرح متیقن ہو کر ہمارے ساتھ آجاویں۔ نہ لڑائی کی

ضرورت۔ نہ جھگڑے کی۔

اب رہے وہ لوگ جو عبدالوہاب اور ابن سعود کے ہم عقیدہ ہیں۔ جو اُس عقیدے کے رکھنے والوں کے علاوہ اور سب مسلمانوں کو کافر یا مشرک سمجھتے ہیں جو مساجد و مقابر و مزارات کا کھود ڈالنا فرض سمجھتے ہیں اور شاید ہر اُس شخص کی قبر کو بھی کھود ڈالنا ضروری جانتے ہیں۔ جسکے اسلام پر مرنے میں شک ہو، جو اُن عبادت گاہوں کو (خواہ وہ مسلمانوں کی مسجد بھی کیوں نہ ہوں) کھود ڈالنا لازمی جانتے ہیں جو کسی نام سے منسوب ہوں یا کسی کی یادگار کے طور پر بنائی گئی ہوں (شوالہ۔ مندر۔ گرجا۔ سنیگاگ و غیرہ وغیرہ کا گرادینا تو ایسے حضرات کے نزدیک بدرجۂ اول فرض ہوگا) جو یہ سمجھتے ہیں کہ سواد اعظم غلط راہ پر آگیا ہے اور اس کی اصلاح بزور تیغ بھی فرض ہے جو "تطہیر" مکہ و مدینہ چاہتے ہیں۔ جو ابن سعود کو شریف حسین کے مقابل فتح یابی پر غازی کا لقب دیتے ہیں۔ جن کے نزدیک غیر وہابیوں پر ہر جگہ جہاد جائز ہے اُن کی عورتیں تک حلال ہیں اور جو ہر طرح ہر حال میں ابن سعود کی حکومت نہ صرف ارض حجاز بلکہ کل دنیا پر چاہتے ہیں (اور اپنے عقاید کیوجہ سے انکو اسکی خواہش ہی ہونی چاہیے) اُن سے عام جمہور مسلمانوں سے بعد المشرقین ہے اُن کے لیے اُن کی راہ ہمارے لیے ہماری راہ اُن کا فرض ہے کہ وہ علے الاعلان مولانا ثناءاللہ صاحب کیطرح کہیں کہ ہاں مساجد و مزارات کھُدے۔ اور بہت اچھا ہوے کھُدے۔ وہ مدینہ طیبہ میں بھی کھود دے جاد ینگے اور کھود جانا چاہیے۔ اُنکے نزدیک اسلام کی بیحرمتی کے بجائے ان حرکات سے تطہیر ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں سے جو کچھ چاہا جاتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ شیخ نجدی کی

تتبع میں اُن مسلمانوں کو جو نجدی اعتقاد پر نہیں ہیں خبروں کو جھوٹ کہنے یا وفد وغیرہ کے بھیجنے اور تحقیقات ہونے تک انتظار کرنے کا دھوکا نہ دیا جائے اور اس عرصہ میں اپنے اعتقاد کے موافق مدینہ منورہ کی بھی تطہیر عملاً نہ کرا لی جاوے ہم اسقدر احمق بننا نہیں چاہتے کہ مدینہ منورہ کے مزارات کو گرجانے دیں اور پھر "موتمر اسلامی" پر جسکی امید قیامت کے دن سے پہلے نہیں صبر کریں۔ ع

کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

شاید ایک گروہ یا ایک فرد ایسا بھی ہے جو تاریخ کی درستی کے لیے ان مقامات مقدسہ کو اور آثار صنا دید کو جنکی دقعت اور صحت کی دنیا ہزار یا پنچسو سال سے قایل ہے اسی لیے کھود کر پھینکدینا ضروری سمجھتا ہے کہ اُن کی تاریخی حیثیت اُنکے نزدیک مسلم نہیں۔

ان حضرات کے جہادنی التاریخ کے لیے میدان بہت وسیع ہے۔ غریب مسلمانوں اور مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی پر اول دست درازی کی کیا ضرورت تھی۔ اُنکو علم نہ ہوگا۔ ابھی سن بھی زیادہ نہیں۔ میں بتاتا ہوں کہ آمریکہ میں چکاگو میں ایک نہایت ممتاز اور ادبی دنیا کا بہت ہی موقر رسالہ اوپن کورٹ کے نام سے ڈاکٹر پال کیرس کے سے جید عالم کی زیر ادارت نکلتا تھا۔ جسمیں مہینوں یہ بحث رہی کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کا تاریخی وجود بھی ثابت نہیں۔ شکسپیر کا وجود بھی معرض بحث رہا ہے۔ میں ایسی طفلانہ حرکت تو کر دنگا نہیں کہ دشمنان اسلام کے ہاتھ میں خود کعبہ اور سنگ اسود وغیرہ کی تاریخی حیثیت پر بحث کر کے اُن کی بربادی یا کم وقعتی کا ایک حیلہ دیدوں یا احادیث نبوی۔ خود صحیح بخاری وغیرہ کی تاریخی

حیثیت کی تنقید کروں۔ میں ان صاحبزادے سے دریافت کرتا ہوں کہ دنیا کی کون جگہ کون عمارت کون تاریخی شخص اور تاریخی واقعہ ہے جس کی تاریخی حالت اور حیثیت میں نکتہ چینی یا دوراریوں کی گنجایش نہیں ؟ اگر تاریخ کی درستی کے لیے مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کھود ڈالنا فرض تھا تو نہ جانے ایک غیر مسلم کے ہاتھ سے خود کعبہ کیسے بچایا جاسکیگا۔ جبکہ کوئی مسلمان حاشا کعبہ کے اینٹ پتھر کو نہیں پوجتا نہ اسکو اسطرح خانہ خدا سمجھتا ہے جسطرح ایک ہندو اپنے مندر کو خانۂ بت۔ مسلمانوں کے لیے ہر مقام ہر جگہ خانہ خدا ہے۔ لیکن کعبہ کی تاریخی حیثیت جو کچھ ہو کوئی سچا مسلمان اُسکے گرا دیے جانے یا بےحرمتی کا روادار نہ ہوگا۔

اس ضمن میں کیا میں چودھری خلیق الزماں سلمہ سے دریافت کروں کہ اُنکے نزدیک مولد النبی صلعم۔ مولد سیدۃ النسار فاطمہ زہرا وغیرہ کی تاریخی حیثیت اور ہر مسلمان کے لیے اُن کا تقدس زیادہ مستند تھا یا امیٹھی کے اُس مندر کا جو سکونہ مکان کے پردے میں بلا اجازت زمیندار بنا لیا گیا تھا۔ جو ایک ہنگامہ میں گرا دیا گیا تھا اور جسمیں سنگھ بجنے کی منجانب حکومت انگریزی ممانعت ہوئی۔ یہ چودھری خلیق الزماں صاحب چیرمین میونسپل بورڈ نے اپنے چند ہندو محسنوں کیساتھ خود سنکھ اور گھنٹہ بجانے کے لیے ستیہ گرہ کرنے کا اعلان فرمایا تھا۔ وہ ہم لوگوں کو معذور سمجھیں اگر ہم مولد النبی صلعم یا مسجد زنا اعطینا کے کھودنے پر "ستیہ گرہ" کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اور ان مقامات کی تاریخی حیثیت اور اُن کا تقدس امیٹھی کے مندر سے زیادہ ممتاز سمجھتے ہوں۔ ہم ایک غیر صحیح (تاریخی حیثیت سے)

مسجد میں اذان دینے کو تاریخی حیثیت سے صحیح سے صحیح سمجھ مندر میں سنکھ بجانے سے زیادہ ضروری سمجھتے ہیں۔ حاشا مجھے لکھنؤ میں کوئی الکشن نہیں لڑنا ہے۔ نہ مولانا عبدالباری صاحب کو۔ نہ حسرت موہانی صاحب کو۔ اور نہ مولانا عبدالقدیر صاحب کو۔ ہم اس پر مجبور نہ کیے جاویں کہ مسجد انا اعطینا کی عزت امیٹھی کے منفرد منہ مندر سے بھی کم کریں۔ خلیق الزماں صاحب کو اختیار ہے۔ وہ اپنی مصلحتیں بہتر سمجھتے ہیں۔

خیر یہ بحث تو یقین واعتقادات کے متعلق تھی۔ چنانچہ جن لوگوں کے نزدیک طائف اور مکہ کے نجدی افعال حدیقین تک پہونچ چکے ہیں اور جنھوں نے یہ اصول قائم کرلیا ہے کہ نہ صرف اسوقت بلکہ آیندہ کے لیے ایسی حرکات کا تدارک سوچنا چاہیے اُن کے نمایندوں کا جلسہ بمقام لکھنؤ تاریخ ۸ و ۹ ربیع الاول مطابق ۲۷ و ۲۸ ستمبر ہوگا اور کوئی نہ کوئی راہ عمل ذیل کے دو اصولوں کو مدنظر رکھکر نکالی جاوے گی جس کے دشوار ہونے میں کسی کو کلام نہیں اور جسکی دشواری ہی کی وجہ سے ہندوستان بھر کے اُن مسلمانوں کو دعوت دی گئی ہے کہ اپنے نمایندے بھیجیں جو نہ غیر مسلم مداخلت ارض حجاز میں چاہتے ہیں نہ نجدی تسلط و اقتدار۔

اب رہی علی اور ابن سعود کی ذاتی بحث۔ اُس کے متعلق بھی فیصلہ قومی مسلم عدالت کے سامنے بہت آسانی سے ممکن ہے۔ محمد علی صاحب اور شوکت علی صاحب یہ بہ حلف بیان کریں کہ اُنھوں نے یا اُن کی کمیٹی یا اخبار نے کوئی مالی مدد کسی طرح کی کسی ضرورت سے کسی نجدی ایجنٹ یا وہابی اعتقاد رکھنے والے سے نہیں وصول کی۔

دفد خلافت وغیرہ کے لیے روپیہ نہیں لیا۔ ہم لوگ اسکو ثابت کریں گے کہ روپیہ لیا گیا
اسی طرح مولانا عبدالباری صاحب اور میں حلف اُٹھاؤنگا کہ امیر علی یا اُن سے کے
کسی ایجنٹ سے ہم نے ایک پیسہ تک یا ایک جھنجھی کوڑی تک وصول نہیں کی اور حکومت
غیر مسلم (برطانیہ یا کسی اور سے) کوئی ساز نہیں کیا۔

بھائی محمد علی نے حسب عادت شد ومد سے بیان کیا تھا۔ کہ اگر روضہ اطہر پر گولی
پڑنے کا واقعہ صحیح ہوا تو وہ فوراً ابن سعود کا گلا دبائیں گے۔ گولیاں تو پڑیں لیکن اب
وہ کہتے ہیں کہ علی کے ساتھیوں کی گولیاں تھیں۔ اچھا تو اب وہ تشریف لے جا کر اُن
ہی کا گلا دبائیں۔ ہم لوگ تو روضہ اطہر کی بے حرمتی کرنے والوں سے نفرت کرتے
ہیں۔ ابن سعود ہوں یا علی ۔ ع

جو عدو ے باغ ہو برباد ہو

میں پھر کہتا ہوں۔ پھر کہتا ہوں۔ پھر کہتا ہوں۔ کہ ذاتیات کو چھوڑو۔ مغالطہ
دہی کو چھوڑو۔ ذاتی اغراض کو چھوڑو۔ اگر تم وہابی عقیدہ نہیں رکھتے (ہر شخص کو
اپنے عقیدہ کا اختیار ہے) اگر تم اس اصول پر نہیں ہو کہ کسی ایک چھوٹے سے
گروہ کو یہ حق ہونا چاہیے کہ وہ مرکز اسلام پر مسلط ہو کر اپنے خاص عقیدے کے
مطابق عمل شروع کر دے۔ اور دوسرا عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں کے مقدس
مقامات و آثار صنادید کو برباد کر دے۔ تو آؤ سب ملکر ٹھنڈے دل سے اس
راہ عمل کو سوچیں جو اسوقت ان نجدیوں سے نجات حاصل ہونے کا ذریعہ بنے اور
اور جس سے آیندہ کے لیے ارض حجاز نہ صرف ہر غیر مسلم مداخلت سے محفوظ ہو جائے
بلکہ ایسی حرکات سے بھی بچی رہے۔

اس جلسہ کے لیے نہ صرف اُن حضرات کو تکلیف دیجاسکتی ہے جو مساجد و مقابر وغیرہ کے کھودنے کو فرض سمجھتے یا بہ نظر استحسان دیکھتے ہیں۔ جو اُن کے تقدس یا تاریخی صحت کے قائل نہیں۔ اور جو ضروری جانتے ہیں کہ ہر مقام جو مقدس ان کے نزدیک نہ ہو یا جسکی تاریخی حیثیت اُنکے نزدیک مسلم نہ ہو اُسے کھود ڈالنا چاہیئے خصوصًا کسی ایسے شخص کی قبر کو کھود پھیکنا ضروری ہے جسکے اسلام پر مرنے پر عام اتفاق نہ ہو۔ چاہیے اسکے احسانات اسلام پر اور خود سرور کائنات پر جتنے زیادہ ہوں۔

اس جلسہ میں اُن لوگوں کو بھی تکلیف نہیں دیجاتی جو واقعی اپنے یقین و ایمان سے ابھی حالت شک و شبہہ میں ہیں کہ ایسی حرکات سرزد بھی نہیں ہونگی (میں نہیں جانتا کہ طائف اور مکہ معظمہ کے متعلق یا مولد النبی صلعم وغیرہ کے متعلق اب ایک مسلمان بھی ایسا ہوگا) جو مطلق کوئی خطرہ اپنے قلب و دراپمان ویقین میں مدینہ منورہ کے متعلق۔ مزار رحمت للعلمین کے متعلق نہیں رکھتے۔ ان حضرات سے خداوند کریم عادل کوئی باز پرس نہیں کریگا۔ لیکن ہم لوگوں سے جو طائف و مکہ معظمہ کی بابت یقین کامل رکھتے ہیں اور مدینہ طیبہ کی بابت بھی خطرہ قوی رکھتے ہیں۔ بلکہ اس بات کا یقین ہے کہ اگر نجدی اپنے اعتقدات پر قائم رہے تو وہ آج اگر کسی سیاسی غرض سے (اور سیاسی غرض ظاہر ہے کہ ابن سعود کو برطانیہ کی خوشامد کرکے اور اسے رشوت دے کر اپنی سلطانی ہی کو تسلیم کرانا ہے۔ چنانچہ معان اور عقبہ شریف حسین کے ایک لڑکے عبداللہ کے علاقہ میں ملحق ہوجاتے ہیں ابن سعود نے انگریزی خوشامد اور ڈر سے اپنی فوج وہاں سے واپس بلالی جو عقبہ کے محاذ میں حملہ آور ہونے والی تھی) مزار سرور کائنات کو۔ یا جنت البقیع وغیرہ کو نہ بھی کھود ڈالیں تو

تسلط کامل ہو جانے پر ضرور کھود ڈالینگے۔ خداوند تمہارا ضرور جواب طلب کریگا کہ
تم نے اس خطرے، اس یقین کے بعد کیوں اپنی امکانی کوشش جو کچھ تھوڑی
بہت ممکن ہوتی جبکی وسعت ہوتی۔ نہ کی کہ مدینہ طیبہ کا مکہ معظمہ و طائف کا سا
حال نہ ہو۔ طائف و مکہ معظمہ کے حالات ہی پر ہاتھ پیر کیوں نہ ملائے۔ حبیب کہ
خلافت یا ترکوں کی امداد کے لیے باوجود استطاعت نہ رکھنے کے اپنی سی کوشش
اُٹھا نہ رکھی تھی۔ اسطرح آپس کی گالی گلوج ختم۔ بس جو متیقن ہیں اور ایک
اصول جنھوں نے قائم کر لیا ہے کہ آیندہ کے لیے ارض مقدس کو اس قسم کے
ہر تہلکہ سے بچانا چاہیے وہ راہ عمل ڈھونڈھیں۔ جو مشکک ہیں وہ تحقیقات
حالات کی فکر کریں۔ اور جوان حرکات کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں وہ سب
مسلمانوں کو اپنا ہم عقیدہ بنائیں۔ لیکن بذریعہ تلوار و دشنام نہیں۔ والسلام